رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر (...)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۰۸)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... ے

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد ۳ | ۱۹ اسفندار ۱۳۵۳ ف | ۲۵ محرم ۱۳۶۳ھ | ۲۲ جنوری ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۳۱)

ہندوستان کی مابعد جنگ تعلیمی تنظیم

سائنس کانگریس میں مشیر تعلیم حکومت ہند کی تقریر

حالیہ سائنس کانگریس کے شعبۂ تعلیمات تعلیم کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر جان سارجنٹ مشیر تعلیم حکومت ہند نے ہندوستان کی موجودہ تعلیمی حالت پر تبصرہ کیا اور قومی تعلیم کے لئے ایک لائحہ عمل پیش کیا۔

اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ موجودہ نظام تعلیم میں کس قسم کی تبدیلیاں ضروری ہیں جو ہندوستان کو دیگر ممالک کی تعلیمی سطح کے برابر لا سکیں مسٹر سارجنٹ نے حسب ذیل امور پیش کئے۔

(۱) پانچ یا چھ سال سے چودہ سال تک کے تمام لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جبری اور مفت تعلیم تاکہ سب لکھنے پڑھنے سے واقف ہو سکیں اور شہریت کی اقل ترین ضرورت پوری کر سکیں۔

(۲) جبری تعلیم کی عمر سے پہلے نرسری اسکولوں میں بچوں کی نگہداشت کا انتظام

(۳) ان لڑکوں کے لئے ثانوی تعلیم جو اس کے لئے رجحان ظاہر کرتے ہیں۔ مختلف نوعیت کے طلبہ کی ضروریات اور مذاق اور ان کے مستقبل کے لحاظ سے مختلف نوعیت کے مدارس ثانوی کا قیام۔ ایسے طلبہ کی مالی امداد جو غربت کی وجہ سے تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے۔

(۴) جامعی تعلیم و مابعد جامعاتی طلبہ کی تعلیم اور ریسرچ کے لئے سہولتیں۔

(۵) فنی تجارتی اور فن کاری کی تعلیم۔ اس تعلیم کی نوعیت اور مقام کا تعین صنعتی اور تجارتی ضروریات کے لحاظ سے ہونا چاہیے۔

(۶) تعلیم بالغان ــــــ پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ

(۷) ان معلمین کی تربیت جو اس قسم کے نظام تعلیم کو چلانے کے لئے درکار ہوں گے۔

(۸) طلبہ کا طبی معائنہ۔ اس میں معائنہ اور علاج بھی شامل ہے۔ جو طلبہ اچھی غذا اور صحت بخش فضا سے محروم ہوں انہیں تعلیم دینے کی کوشش وقت اور روپیہ ضائع کرنا ہے۔

(۹) ان طلبہ کے لئے خصوصی مدارس کا انتظام جو ذہنی یا جسمانی نقائص میں مبتلا ہوں۔

(۱۰) تفریحات کا انتظام تاکہ طلبہ کی معاشرتی سرگرمیوں کی جبلت کو تشفی ہو اور وہ ماحول کے غیر صحت بخش اثرات سے محفوظ رہیں۔

(۱۱) محکمہ جات تحصیل معیشت کا قیام تاکہ ترک تعلیم کے بعد طلبہ منفعت بخش پیشوں میں شریک ہو سکیں۔

موجودہ نظام تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر سارجنٹ نے کہا کہ جبر کا عنصر نہ ہونے کی وجہ سے پہلی منزل ہی سے ۵۰ فیصد طلبہ جہالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ ثانوی تعلیم کی حد تک مدرسوں میں داخلہ کی شرط طلبہ کی صلاحیت اور قابلیت نہیں بلکہ فیس ادا کرنے کی قوت ہے۔ نصاب کا تعین یونیورسٹی کے امتحان میٹرک کے لحاظ سے کیا جاتا ہے جس سے ان طلبہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے جو صنعت و تجارت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ جامعات نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ تعلیم کو ملک کی ضروریات کے مطابق بنائیں۔ ان کے امتحانات کا طریقہ طلبہ کی فکر و نظر میں ایچ اور ان میں علمی شغف پیدا نہیں کرتا۔ جامعات کا نظم و نسق طلبہ اور اساتذہ میں کوئی ربط قائم نہیں کرتا۔ صنعت و تجارت میں ان کا بھی داخل ہونا مشکل ہے اور جو ہندوستانی فنی تعلیم پاتے ہیں ان کے لئے راستہ بند ہو جاتا ہے کہ باہر کے ماہرین سے جگہ پر کر دی جاتی ہے۔ مدارس میں طبی انتظام ناقص ہے۔ طلبہ کا معائنہ تو کیا جاتا ہے مگر علاج نہیں کیا جاتا اور طلبہ کو ضروری غذا میسر نہیں۔

ہندوستان میں تعلیم کے کم از کم ابتدائی مدارج میں عمارتوں، تعلیمی سامان اور کھیل کے میدانوں کی بہت کمی ہے۔ یہ چیزیں ہر مدرسہ کے لئے ضروری ہیں۔ بعض نا... یہ تحریک کتنا ہی سرسبز ہو۔ اگر ایک معقول مدت کے اندر ایک قومی نظام تعلیم رائج کرنا ہے تو اس کے لئے زر کثیر مالی امداد ضروری ہے جو اس نظام کو آگے بڑھانے کے لئے مرکزی حکومت میں ایک زبردست محکمۂ تعلیم کا قیام ناگزیر ہے۔ مرکزی مجلس مشاورت نے ... نظام تعلیم کا خاکہ تیار کر لیا ہے۔

روپیہ اور عزم ہو تو میرے خیال میں (۳۵) یا (۴۰) سال میں وہ نظام تعلیم رو بہ عمل آ جائے گا جس کا ذکر میں نے اس مقالہ میں کیا ہے۔ اس کام کو تو پانچ سالہ اقساط میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور میں اس خاکہ کی تفصیلات مرتب کرنے، تعلیمی عملہ کو ترقی دینے کی تیاری کرنے اور اساتذہ کو تیار کرنے کے لئے مدارس اور کالجوں کے قیام کے لئے کوشش کرنا ہوگا۔ بعد کے سات دور ختم ہونے کے بعد تعلیمی معیارات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے پوری طرح حاصل ہوں گے۔ اس اثنا میں وہ صنعتی ترقی بھی رونما ہو جائے گی جس کا سب کو انتظار ہے اور جس کے ذریعہ ہندوستان کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی توقع کی جاتی ہے۔ یقیناً جیسے جیسے تعلیم پھیلتی جائے گی وہ توہمات اور تعصبات بھی دور ہو جائیں گے جو ہندوستانی کی تنگ دامانی سے چمٹے ہوئے ہیں۔

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۱۹؍ اسفندار ۱۳۵۳ ف	نمبر (۳۱)

حکومت کے امتحان کا وقت

ممالک محروسہ سرکار عالی کے مختلف اضلاع و تعلقات سے ہمیں جو اطلاعات وقتاً فوقتاً وصول ہوتی رہتی ہیں ان پر بہ نظر غائر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ تلنگانہ اور مرہٹواڑی کے بعض تعلقات میں خریف کی فصل حسب توقع نہیں رہی۔ ہمیں یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ مرہٹواڑی کے بعض تعلقات میں ربیع کی فصل کے امکانات بھی بہت زیادہ امید افزا نہیں ہیں۔ مولوی سید فضل اللہ صاحب صدر ناظم رسد کا یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ ملک کی سالانہ غذائی پیداوار [illegible] ٹن ہوگی … یہ اندازہ درست ہو چکا لیکن اس سال چونکہ بارش وقت پر نہیں ہونے کی وجہ سے بعض مقامات پر فصل متاثر ہوئی ہیں یہ اندازہ شاید ہی صحیح نکلے۔ ان حالات میں … ضروری … جائیں۔

حکومت کیوں نقصان اٹھائے؟

مونگ پھلی، جوار اور دالوں کی فاضل پیداوار کی برآمد کارپوریشن کے ذریعہ جاری ہے تو مضائقہ نہیں۔ ان اجناس کی برآمد کے لئے اجازت نامے عطا کرنے کے بجائے کارپوریشن ہی یہ کام اپنے ذمہ لے لینا اور خود برآمد کرنا چاہئے۔ درمیانی اشخاص کے توسط سے برآمدات کا جاری رہنا مفید نہیں۔ گیہوں اور چاول کی درآمد تجارتی کارپوریشن کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ کارپوریشن گیہوں اور چاول گراں نرخ پر خرید کر ان کی درآمد کر رہی ہے اور صارفین کی سہولت کی خاطر حکومت کی مقرر کردہ نرخوں پر ان کو فروخت کر رہی ہے۔ اس طرح کارپوریشن کو لازماً نقصان اٹھانا پڑتا ہے جب یہ صورت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مونگ پھلی، جوار اور دالوں کی برآمد خود کارپوریشن کے متعلقات کی … نہ کرے۔ موجودہ صورت میں جبکہ بڑے بڑے کاشتکار اور بیوپاری اجناس خوردنی کے مسئلہ میں حکومت کے ساتھ ضروری تعاون نہیں کر رہے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ حکومت نقصان برداشت کرے اور تاجر منافع کماتے رہیں۔ اگر اجازت ناموں کا قدیم طریقہ پھر رائج کیا گیا تو اس کی وجہ سے سفارشات، جنبہ داری اور رشوت ستانی کے راستے کھل سکتے ہیں یا تو ہمیں یقین ہے کہ محکمہ رسد کا دور جدید جو اس وقت نہایت نیک نام اور کامیاب ہے اپنے لئے مصیبتوں کا سامان پیدا کرے گا۔ لہٰذا ہماری یہ سوچی ہوئی رائے ہے کہ اجازت نامے قطعاً منسوخ کئے جائیں اور جملہ برآمدات ——— خواہ وہ ہمسایہ ملکوں کے لئے ہوں یا خانگی اداروں کے لئے ——— حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے ذریعہ عمل میں لائے جائیں۔ اس پالیسی پر حکومت صرف اس وقت نظر ثانی کر سکتی ہے جبکہ تاجران غلہ یہ وہ گروہ جو اس وقت نفع اندوزی کی خاطر مال چھپا رہا ہے اور جو سرکاری نرخوں کی پابندی سے بچنے کے لئے چور بازار کی سرپرستی کر رہا ہے حکومت کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور صارفین کے ساتھ سیدھا سادہ بیوپار شروع کر دے۔

عمال پر نگرانی کی ضرورت

ایک اور امر جس کی جانب حکومت کو ہم بطور خاص متوجہ کرنا چاہتے ہیں یہ ہے کہ وہ اپنے عمال پر سخت نگرانی قائم رکھے۔ اس بات کا قوی احتمال ہے کہ چھوٹے درجہ کے عمال ذاتی منفعت کی خاطر بڑے بیوپاریوں، ذخیرہ بازوں اور نفع اندوزوں سے ساز باز کر لیں اور اس طرح چھپے ہوئے ذخائر کو بازار میں آنے سے روک دیں۔ اس کا بھی امکان ہے کہ مال حکومت کی مقرر کردہ نرخوں پر فروخت نہ ہو اور عمال جان بوجھ کر انجان ہو جائیں۔ سرحدی مقامات پر غلہ چوری سے برآمد ہو اور یہ اصحاب … کے مرتکب ہوں۔ یہ سارے احتمالات نہایت قوی ہیں۔ ضرورت ہے کہ سر رشتہ مال و کوتوالی اور کروڑگیری کے عمال کے رویہ اور کردار کی جانچ اور نگرانی کے لئے ایک علحدہ خفیہ پولیس کا انتظام کیا جائے جس کا افسر دیانتدار اور سخت گیر ہو اور اس افسر کے ماتحتین کے نام انتہائی راز میں رکھے جائیں۔ صرف صدر المہام بہادر مال و کوتوالی ان کے نام سے واقف ہوں اور اپنے دستخطی چک سے ان کی تنخواہیں ادا کریں۔ جاری کریں۔ جیسا کہ برطانوی ہند کے بعض سررشتوں میں ہوتا ہے۔ ایسے انتظام کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی اور دیگر سررشتوں کو بھی ایسے عہدہ داروں کے ناموں کا علم نہ ہو۔ ہم ایسے انتظام کی سخت ضرورت محسوس کرتے ہیں ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ احکام سرکار کی کما حقہٗ پابندی نہ ہوگی۔

شورش پسندوں کی سرگرمیاں

جب حکومت کی غذائی پالیسی سے ملک کو بحیثیت مجموعی نفع پہنچتا ہے تو اس امر کی ضرورت ہے کہ ان مسائل کو شورش پسندوں کا موضوع سخن ممنوع قرار دیا جائے۔ اور ان پبلک کارکنوں کے لئے بھی قطعاً ممنوع قرار دے جائیں جو کاشتکاروں کی حمایت کا روپ اختیار کر کے ساہوکاروں کے اغراض کی تکمیل کر رہے ہیں۔ حکومت نے تعلقہ کمیٹیوں، ضلع کمیٹیوں، موضع کمیٹیوں اور مرکزی مجلس میں غیر سرکاری ارکان کو کافی نمائندگی دی ہے۔ اب صرف انہی غیر سرکاری ارکان کا فرض ہوگا کہ وہ دورے کر کے تمام امور کی جانچ کریں کہ عمال حکومت منشائے حکومت کی تکمیل کر رہے ہیں یا نہیں۔ غریب کاشتکار، چھوٹے بیوپاری تو احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں قانون کی زد میں آجاتے ہیں مگر بڑے کاشتکاروں، ساہوکاروں اور تاجروں پر ہاتھ نہیں ڈالا جاتا۔ کیا یہ عمل عہدہ داروں اور عمال کی دیانت سے متعلق حسن ظن پیدا کر سکتا ہے۔

حکومت سرکار عالی نے یہ حکم جاری کر دیا ہے کہ جس شخص کے پاس ۵ من سے زائد غلہ موجود ہو وہ غلہ حکومت کو فروخت کر دے۔ لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ خود شہر حیدرآباد میں بعض دولتمندوں اور بنگلے ایسے ہیں جہاں چور بازار سے مال خرید کر ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوتوالی خاموش کیوں ہے اور خاطی قانون کی گرفت سے کیوں محفوظ ہیں۔

کیا مرتکبین غائب ہیں؟

ہر شخص خواہ وہ عہدہ دار ہو یا پبلک کارکن یہی کہتا ہے کہ حیدرآباد میں ذخائر موجود ہیں اور اگر آج قیمتوں پر سے نگرانی اٹھا لی جائے تو اجناس خوردنی بافراط بازار میں آجائیں گے۔ قیمتوں پر نگرانی کا اعلان ہوتے ہی مال بازار سے غائب ہو گیا۔ کیا ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ عہدہ داران مال و کوتوالی اس امر سے … ہیں کہ وہ اس مال کو بازار میں لانے سے قاصر ہیں۔ کیا سر رشتہ مال اور سر رشتہ کوتوالی نے تاجروں کے مقابلہ میں اپنی شکست کا اعتراف کر لیا ہے۔ … شہر حیدرآباد کے … حکومت کو اس امر سے مجبور ہونا پڑے گا کہ ان عمال، عہدہ داروں اور تاجروں کے مقابلہ میں اپنی … پیچھے ہیں۔ ہم … ہمارا ذاتی خیال ہے کہ ہمارے عہدہ دار فرض شناسی سے بے خبر نہیں ہیں البتہ کچھ مرتکبین غائب ہو رہے ہیں … حکومت کو پھر ایک بار اس امر کی جانب توجہ دلاتے ہیں کہ

اس کی ذمہ داری پالیسی اس کے دفتر کی حفاظت میں بہ پہنچ سکے گی۔

سررشتہ جنگلات کیا کر رہا ہے؟

ایک اور امر جس کی جانب حکومت کو فوری توجہ کرنی چاہئے وہ جلانے کی لکڑی کا مسئلہ ہے۔ جنگل کم اور نرمل جیسے مقامات پر جلانے کی لکڑی بہ افراط موجود ہے لیکن حمل و نقل کی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے لکڑی گراں ہو گئی ہے اور عوام پر غیر ضروری بار پڑ رہا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جنگ سے پیدا شدہ حالات میں حمل و نقل کا مسئلہ دشوار ہو جاتا ہے لیکن جوار کو سستا کرنا ہے تو ہو گا اگر روٹی پکانے کے لئے روپیہ کو بیس سیر لکڑی میسر ہو۔ محکمہ سررشتہ جنگلات اور مولوی سید محمد اشرف صاحب کی فوری توجہ کا محتاج ہے۔

مویشیوں کی برآمد کو ممنوع قرار دینا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ غلہ کی برآمد کو روکنا ضروری تھا۔ جب تک مویشیوں کی حفاظت نہ کی جائے گی اس وقت تک زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس خصوص میں محکمہ رسد یا سررشتہ معلومات عامہ کی جانب سے کوئی اعلان شائع نہیں کیا گیا کہ مویشیوں کی برآمد روک دی گئی ہے۔ رعایا ایسے اعلان کی منتظر ہے۔

بلدیہ کی ذمہ داری

چند ماہ قبل رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مقامی اطبائے متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی تھی کہ خراب گوشت، سڑی ہوئی ترکاریاں اور باسی پھل ساری بیماریوں کا باعث ہیں۔ اس رائے کی نسبت سے محکمہ بلدیہ اور مجالس بلدیہ کو کام میں لا کر شہر کی حد تک رائے مرتب کی جائے۔ جناب صاحب اس جانب توجہ فرما کر باشندگان شہر کو ممنون فرمائیں گے۔ حکومت رانے صاحب پر اعتماد کرتی ہے انہیں وہ اختیارات واسطے ہیں جو دیگر سررشتہ جات میں شاید معتمدین کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ تو کیا سبب ہے کہ رانے صاحب ان اختیارات کو کام میں لا کر باشندگان شہر کے شکریہ کے مستحق نہیں بنتے۔ ہم رانے صاحب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ جلد ایک مجلس کا تقرر منعقد کر کے عوام کو بتلائیں کہ اس خصوص میں وہ کیا اقدام کرنے والے ہیں۔ رعایا سخت پریشان ہے اور اگر رانے صاحب نے کچھ نہیں کیا تو شورش پسندوں کو شور مچانے کے لئے ایک اچھا موضوع ہاتھ آ جائے گا۔

مصیبت زدگان ملیبار

اجناس کی قلت و گرانی سے یوں تو سارا ہندوستان پریشان ہے لیکن بعض علاقے جس مصیبت اور فاقوں کا شکار ہوئے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان علاقوں میں بنگال کے بعد ملیبار کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ملیبار میں جو مصائب آئے ہیں وہ زیادہ سخت ہیں لیکن ملیبار کی تعلیمی اور عام حالت نہایت پست ہونے کی وجہ سے ان کی کافی تشہیر نہ ہو سکی اور یہی وجہ ہے کہ حیدرآباد سے اس قدر قریب ہونے کے باوجود ملیبار کے حالات کی کما حقہ اشاعت نہیں ہوئی۔

ملیبار غیر غذائی پیداوار کی حد تک بہت زرخیز سمجھا جاتا ہے مثلاً یہاں ناریل، صندل، کالی مرچ اور سپاری وغیرہ کی بہ افراط پیداوار ہوتی ہے لیکن غذائی اجناس کے اعتبار سے یہ بہت ہی خسارہ کا علاقہ ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ اجناس خوردنی کی قلت ہے ملیبار کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ظاہر ہے۔

انجمن علم و عمل کے جن ارکان نے جو اپنے سینے میں درد مند دل رکھتے ہیں ملیبار کے فاقہ کشوں کی مصیبت کو گھٹانے کے لئے انجمن امداد مصیبت زدگان ملیبار کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے جس کے معتمد نواب ناظر یار جنگ بہادر ہیں جن کا خلوص محتاج تعارف نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ حیدرآباد کے مخیر اور صاحب ثروت حضرات اس انجمن کی فیاضانہ سرپرستی فرمائیں گے اور عطیات کو ادا روانہ کرنے کے لئے جس قدر رقم بھی دے سکتے ہوں نواب ناظر یار جنگ کے نام منزل مدار جنگ گوڑہ روانہ کر کے حیدرآباد کی دیرینہ روایات قائم رکھیں گے۔

دستور العمل قبضہ ناجائز ذخائر فوجی

اعلان

دستور العمل قبضہ ناجائز ذخائر فوجی بابتہ ۱۳۵۳ ف (جس کو پیشگاہ خسروانہ بندگان عالی متعالی مد ظلہم العالی سے بذریعہ فرمان مبارک مورخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۶۳ ھ مطابق ۱۳ اسفندار ۱۳۵۳ ف شرف منظوری حاصل ہو چکا ہے)

ہر گاہ کہ نگرانی صورت حال کے رو نما ہونے سے اس امر کی ضرورت ہے کہ فوجی ذخائر کو ناجائز طور پر قبضہ میں رکھنے کی سزا سے متعلق خاص احکام مدون کئے جائیں لہذا اب حسب ذیل حکم ہوتا ہے۔

مختصر نام وسعت مقامی و تاریخ نفاذ

دفعہ ۱۔ دستور العمل ہذا بنام دستور العمل (قبضہ ناجائز) ذخائر فوجی بابتہ ۱۳۵۳ ف موسوم ہوگا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے کل ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوگا۔

تعریفات

دفعہ ۲۔ دستور العمل ہذا میں
"فوجی ذخائر" سے ہر وہ شئے مراد ہے جو سرکار عالی کی افواج یا ملک معظم کی بری یا ہوائی افواج یا ایسے ممالک غیر کے افواج جو ملک معظم کے حلیف ہوں کی آراستگی، لوازم یا رسد کے لئے مخصوص ہو۔

فوجی ساز و سامان پر ناجائز قبضہ

دفعہ ۳۔ کوئی شخص جس کے قبضہ میں فوجی ذخائر میں سے کوئی شئے پائی جائے یا جس کے قبضہ میں ان ذخائر میں سے کوئی شئے ثابت کی جائے اور عدالت کو باور کرنے کے لئے معقول وجوہ ہوں کہ شئے مذکور افواج سرکار عالی یا افواج ملک معظم یا افواج ممالک غیر کی جو ملک معظم کے حلیف ہوں ملک تھی یا ان افواج کی ملک رہی تھی سزائے قید کا مستوجب ہوگا جس کی میعاد پانچ سال تک ہو سکے گی یا اس کو سزائے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی بجز اس کے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ وہ شئے اس کے قبضہ میں بطور جائز آئی تھی۔

اشتہار

محکمہ عدالت دیوانی بلدہ واقع ۱۹ اسفندار ۱۳۵۳ ف
باجلاس عالیجناب مولوی احمد محی الدین انصاری بی اے ال ال بی ناظم اول
نمبر مقدمہ [illegible]
محمد [illegible] بنام ناظم صاحب تعمیرات سرکار عالی
(دعوے حصول صداقت نامہ وراثت)

ذریعہ ہذا عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ درخواست دہندہ نے ایک درخواست پیش کی ہے کہ مسمی محمد قاسم [illegible] وارڈ یابنے کے تعلقہ بہ تاریخ [illegible] آذر ۱۳۵۲ ف بمقام بلدہ انتقال ہو چکا ہے مرحوم کے نام [illegible] روپیہ سکہ عثمانیہ بابتہ [illegible] جمع ہیں درخواست گزار بحیثیت برادر مرحوم مستحق عطائے صداقت نامہ وراثت ہے لہذا ذریعہ ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو عطائے صداقت نامہ وراثت میں عذر ہو وہ قبل یا بتاریخ ۲۲ اسفندار عدالت ہذا میں حسب ضابطہ پیش کر سکتا ہے بصورت دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں آئے گی جس کے بعد کسی کا عذر قابل لحاظ نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۱۰ اسفندار ۱۳۵۳ ف بہ ثبت میری دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ فقط

مہر دستخط

منتظم عدالت

تاریخ پولینڈ کا ایک ورق

از

مولوی حامد علی صاحب بی اے (الہ آباد)

وارسا میں شاہان پولینڈ کے قدیم راج محل کا کمرۂ رقص رنگ برنگ کی روشنی کے قمقموں سے بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ گویا سونے چاندی کی ایک جگمگاتی نہر آہستہ آہستہ بہتی جا رہی ہے۔ گلاب سے زیادہ نازک نازنین و حسین دیویاں طرح طرح کے انمول جواہرات سے سجی سجائی سر سے پاؤں تک حسن کی جیتی جاگتی تصویر بنی ہوئی محو انتظار ہیں۔ آج کی رات تاریخ پولینڈ کی یادگار رات ہے۔ ...... آج کی رات شہنشاہ فرانس نپولین اعظم ان کے سامنے ایک ایسی قوم کو پیش کر رہی ہے جو سالہا سال سے پابند غلامی رہی ہے۔ کوشش یہ ہے کہ کسی طرح شہنشاہ کے دل کو اپنا لیا جائے۔ ناچ گھر میں ہر شخص کا دماغ خیالات کی ایک مسلسل دنیا لئے ہوئے ہے کیا شہنشاہ قومی ناچ اور شہد جیسے میٹھے راگوں سے خوش ہوگا کیا پولینڈ کی زہرہ وش نازنینوں کے لچکیلے اور نازک ہاتھ پاؤں کی ترنم ریز جنبش اسے لبھا سکیں گی کیا حسین نازنین بتان خود آرا کی غزالیں آنکھوں کی طاقت ربائش اس کے دل کو مسخر کر سکے گی کیا التجاؤں کی مدح سرائی اور اظہارات کی قصیدہ خوانی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی۔ یہی وہ سوالات رہے جو کبھی دل میں اور کبھی زبان پر آ جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ انہیں کے صحیح حل پر پولینڈ کی آئندہ قسمت کا انحصار ہے۔

بال میں سناٹا چھا گیا۔ تمام آنکھیں دروازے پر لگ گئیں جلوس شاہانہ! ...... صف بہ صف ترتیب کے ساتھ سامنے سے گزرا۔ شہنشاہ نے مسکراتے ہوئے اکثر عمائدین ملک سے مخاطبت کی۔ اب وہ تخت نشین ہو کر کچھ یوں نظر آ رہا ہے جیسے کچھ سوچتا ہو۔ اس کی نظر کبھی تو ناچنے والے جوڑوں پر پڑتی ہے۔ کبھی ان پر جو سامنے مودب کھڑے اس کی اوٹ پٹانگ باتوں کا جواب دیتے ہیں۔ اس وقت یہاں اس کی یاد ستا رہی ہے۔ جہاں مسلسل سات سال ہونے وہ کبھی ادھوری میں قید نہیں رہا۔

یکایک اس کی نظر رکی اور ایک طرف جم کر رہ گئی۔ دیکھو کیا بات ہے؟ شہنشاہ بھول گیا۔ بہت سی نظروں نے از مودہ کار شکاری کی نگاہ کے ساتھ تعریف بڑھا کر دیکھنے کی کیسی دل میں ترازو ہوتی ہے۔ شہنشاہ نے قدم بڑھایا اور آہستہ آہستہ پولینڈ کی نازنینوں کے ایک جھرمٹ کے قریب پہنچ کر ایک ایک سے ہاتھ ملایا۔ مسکراتے ہوئے ان کے نام دریافت کئے اور ایسے نرم اور شیریں انداز میں

گفتگو کی جس کا اظہار عام جلسوں میں اس سے پہلے اس نے کبھی نہیں کیا تھا وہ پھر آگے بڑھا اور چاند تاروں کے اس درخشاں حلقے میں سے ایک زہرہ وش نازنین کو باہر لے آیا۔

یہ ایک اٹھارہ سالہ نونہال حسن ہے۔ نازک جیسے بہار کا شگفتہ پھول۔ آنکھوں کی کشش چہرہ کی دل آویزی چال کی فطری لچک۔ لباس کی سادگی۔ غرض ہر چیز دل کو بے قابو کر رہی ہے شہنشاہ نے ناچ کے لئے اس کا انتخاب کیا۔ لڑکی شرمائی ہوئی شہنشاہ کے ساتھ ناچ میں شریک ہے اور شہنشاہ اس کے چہرہ کی کشش۔ میٹھی سریلی آواز۔ ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی زبان اور بھولی بھولی باتوں سے خوش ہو رہا ہے۔ ادھر لڑکی اپنے دل کی پریشانیوں کو مسکراتے ہوئے ہونٹوں کے سایہ میں چھپا رہی ہے۔ اس کا نام ہر شخص کی زبان پر ہے۔ اور راج محل کے در و دیوار سے تحسین و آفرین کی صدا گونج رہی ہے۔

وہ کون لڑکی ہے۔ دوسرے دن نپولین نے اپنے سپہ سالار ڈیوروک سے دریافت کیا۔ "یہ لڑکی ایک قدیم اور اونچے گھرانے کی لخت جگر ہے۔ لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے اس نو عمر نازنین کا بیاہ ایک ایسے مالدار بوڑھے کونٹ سے کر دیا گیا ہے جس کی سب سے چھوٹی پوتی بھی اس سے عمر میں دس سال بڑی ہے۔"

"کل میری آنکھیں صرف تمہاری ہی جستجو کرتی رہیں۔ میں نے صرف تم ہی کو چاہا اور اب میری تمنائیں تم سے تنہائی میں ملنے کے لئے بے چین ہیں۔ مجھے فوراً جواب دو تاکہ جو آگ میری رگ رگ میں بھڑک رہی ہے وہ بجھ سکے۔" "ن۔"

لیکن نامہ بر ڈیوروک بلا کسی تحریری یا زبانی جواب کے واپس آتا ہے۔ آہ! شہنشاہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ بارہ سال قبل جب کہ وہ بریگیڈیر جنرل تھا اس کی ایک خواہش اسی طرح ٹھکرا دی گئی تھی لیکن نپولین اعظم ناکامی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کون نہیں جانتا کہ اس کے ایک معمولی اشارہ دنیا کی ہر عورت کو بلا امتیاز امارت حسن و شہرت اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ اس امیر زادی نے جو ایسے پاکیزہ انداز میں ایک مسرور کے بے حجابانہ دارفتگی سے دامن بچا کر نکل جانے کی کوشش کی ہے اس میں ایک خاص کشش پیدا کر دی۔ "کیا تم مجھ سے ناراض ہو مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی۔ یا تمہارے پہلے خیالات سرد ہو گئے۔ میرے دل کی آگ بھڑک رہی ہے۔ تم نے میرا آرام چرا لیا۔ خدارا میرے ٹوٹے ہوئے دل کو جو تمہارا پجاری ہے خوشی اور شادمانی کے چند سانس عطا کرو۔ کیا تم پر دو حرفی جواب بھی گران ہے یاد رہے کہ اب مجھے دو جواب ملنے ہیں۔" یہ دوسرا خط دستخط کے بغیر بھیجا گیا تھا۔

فرض کرو کہ ایک تو گمنام محبت عاشقانہ خطوط کے مجموعہ میں اس خط کو بھی دیکھ پائے تو کیا اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات آ سکتی ہے کہ یہ نپولین ہی کا لکھا ہوا خط ہے۔ نہ اس میں شہنشاہی عظمت و جبروت کی جھلک ہے۔ نہ حکومت کی شان ہے کسی گہری چالاکی کا پتہ چلتا ہے اور نہ شاعرانہ لطافت خیال ہی نظر آتی ہے۔ البتہ طرز عبارت ایک رومانی کیفیت لئے ہوئے ہے۔ بایں ہمہ چونکہ پابندیاں اور رسمیں آڑے آتی ہوئی ہیں محبت کی یہ عاجزانہ التجا بھی ناکام ہی رہی اور کوئی جواب نہ ملا۔ اب اس شخص کی حالت نہایت خطرناک ہے جو دوسری مرتبہ بھی اپنے آقا کی خواہشوں کی تکمیل نہ کر سکا۔ لیکن شہنشاہ ضبط سے کام لیتا ہے اور اس کو شکریہ ادا کر کے لکھتا ہے:

"اگر میری التجائیں اور میری الفت اس معشوق کے دل کو متاثر نہیں کر سکتیں تو پھر مجھے اپنا مطلب ایک عہدے سے حاصل کرنا چاہئے جس کا پورا کرنا مجھ پر لازم نہ ہوگا۔ وہ پھر لکھتا ہے۔

"زندگی میں بعض وقت ایسے تاریک لمحات بھی سایہ فگن ہوتے ہیں جب اونچے مراتب تخت و تاج دولت و شہرت وبال جان معلوم ہوتے ہیں میرا اس وقت یہی حال ہے ...... سوائے تمہارے کوئی اس کا تدارک نہیں کر سکتا۔ تمہارا ایک اشارہ دل کی دنیا کو جو میں جانتے ہو کہ الٹ سکتا ہے۔ میرا دوست ڈیوروک اس کام کو آسان کرنے میں تمہاری ہر طرح مدد کے لئے تیار ہے۔ آؤ خدارا آؤ! تمہاری تمام خواہشوں کی تکمیل کی جائے گی۔ تمہارا وطن مجھے تم سے زیادہ عزیز رہے گا۔ اگر تم صرف میرے دل پر رحم کرو۔" "ن۔"

یہ خط ہے جس کے خاتمہ پر اگر اس کے نام کا حرف "ن" نہ بھی ہوتا تب بھی ہم اس کے خاص انداز تحریر کو پہچان سکتے۔ تاہم کتنے عجیب انداز میں اس شیر دل انسان کا احساس تنہائی ان چند سطروں میں سانس لیتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ تیسرا محبت نامہ ہوشیاری سے کیا گیا تھا اس لئے مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن محض خوش قسمتی سے بہت غائب کر رہا ہے اس شخص کی قسمت کے نقاب کو جو گھر گھر پر ہے۔ جذبات و محبت بھی جس کی پاداش رہ جاتا ہے جو خود و فکر سے بیشتر حسن تھا اس مقصد سے بیان ہوتا ہے۔ لیکن وقتی وطن سے متاثر ہو کر اپنی عزت نثار کر رہا ہے۔ اس وقت ساری کائنات اس کے پہلو میں سمٹی ہے۔ وہ راج محل کی طرف بیچ و تاب کھاتے ہوئے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہے۔

کئی باتوں سے اس کے دل میں ایک اشتیاق کی کیفیت
(بقیہ صفحہ ۱۰)

ذریعہ ہم ادب و احترام کے ساتھ حضرت اقدس و اعلیٰ کی خدمت میں اپنی بے حد عقیدت پیش کرسکتے ہیں۔ ہمیں اپنی محبوب رعایا کی فلاح و بہبود سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اپنے بادشاہ کی اعلیٰ توقعات کو پورا کرسکیں۔ (صداقت حیدرآباد)

آئینی مشاورتی کمیٹیاں

صدرالمہامین کے نام دستاویز ہدایات

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے آئینی مشاورتی کمیٹیوں کا افتتاح کرتے ہوئے اجلاس کی آئینی مشاورتی کمیٹیاں کو قائم ہوکر ایک سال کا عرصہ ہوچکا ہے اعلیٰحضرت حضور کی دستوری اصلاحات کی تاریخ میں ایک مزید درخشاں باب کا اضافہ فرمایا۔ یہ کمیٹیاں جو مملکت کے دستور جدید کا لازمی جزو ہیں اس مقصد کے تحت قائم کی گئی ہیں کہ وہ حکومت کی وسیع ترین سرگرمیوں میں نظم و نسق اور مختلف اہم مفادات کے درمیان مشاورتی اداروں کی حیثیت سے موثر کام انجام دے سکیں ان کا موقف سوائے ان مجالس قانونیہ کے جو منشور خسروی کے بموجب قائم کی گئی ہیں، باقی تمام مماثل مجالس قائمہ کی حیثیت برقرار رہے گا۔ جو سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہیں۔ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ ان آئینی مشاورتی کمیٹیوں کو مملکت کے دستور کا ایک لازمی جزو ہونے کی حیثیت سے امتیازی مرتبہ حاصل رہنا چاہیئے اور ان کے مشوروں کو مناسب اہمیت دی جانی چاہیئے۔

معلوم ہوا ہے کہ فرمان خسروی کے بموجب ایک دستاویز ہدایات تیار کرکے صدرالمہامین متعلقہ کے نام جاری کیا گیا ہے جو بحیثیت عہدہ اپنے محکمہ جات سے متعلقہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے صدر ہیں گے۔ اس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ جوں ہی جدید مجلس وضع قوانین اپنا کام شروع کردے منتخبہ غیر سرکاری اپنا کام شروع کردے منتخبہ غیر سرکاری اراکین میں سے کمیٹیوں کے غیر سرکاری اراکین کا انتخاب کیا جائے متعلقہ سررشتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس وقت اور اب بھی نامزدگی کے لئے ایسے اشخاص کی سفارش کریں جو عوام میں اہمیت و احترام اور اپنی سنجیدہ و وزنی رائے رکھتے ہوں اور جنہوں نے موضوع متعلقہ سے کبھی دلچسپی کا اظہار کیا ہو یا جن سے دلچسپی لینے یا مشورہ دینے کی توقع کی جاسکتی ہو ان شرائط کے پیچھے جو مقصد کار فرما ہے وہ یہ ہے کہ ان کمیٹیوں میں ایسے افراد شرکت کرسکیں جو قابل، تجربہ کار اور صائب رائے رکھنے کے علاوہ دیانت دار اور ثابت قدم ہوں۔

صدرالمہامین متعلقہ کو یہ بھی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اس قانونی گنجائش سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں جس کے تحت ان امور کے علاوہ جنہیں کمیٹیوں کے پیش کرنا بہرحال لازمی ہے وہ دوسرے امور بھی جن کا پیش کرنا یا نہ کرنا ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے رجوع کرسکتے ہیں اس طرح اصلاح و مشورہ کا دائرہ وسیع ہوکر ان امور پر بھی حاوی ہوجائے گا جو معمولاً کمیٹی کے فرائض سے باہر ہیں اس سے حضرت اقدس و اعلیٰ اور حکومت کی خواہش کا دوبارہ اظہار ہوتا ہے کہ تمام اہم پالیسیوں کی تشکیل میں آئینی مشاورتی مجلس کی آواز کو اہمیت حاصل رہے۔

حکومت کا منشا یہ ہے کہ مشاورتی مجالس کی غور کردہ رائے کا احترام اور عملی حیثیت سے جہاں تک ممکن ہوسکے ان سے استفادہ کیا جائے۔ نیز اس امر کا بھی یقین دلایا گیا ہے کہ کمیٹیوں کے اراکین کو جن مسائل سے دوچار ہونا ہے اس میں حکومت اور دیگر صدرالمہام تعاون عمل کریں گے اس مسئلہ میں حکومت کے پرخلوص اقوال کی طرح ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری کا خطبہ افتتاحیہ اس لائق ہے کہ اس پر گہری توجہ دی جائے۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ مشاورتی مجالس کی غور کردہ رائے سے بجز اہم وجوہ کے اختلاف نہیں کیا جائے گا اس کی مزید ضمانت وہ قانونی گنجائش ہے جس کی رو سے اگر کسی مشاورتی مجلس اور حکومت کے درمیان کوئی اختلاف رائے پیدا ہوجائے تو حکومت کے آخری فیصلہ سے قبل مسئلہ متنازعہ فیہ مجلس متعلقہ کو غور مکرر کے لئے دوبارہ واپس کیا جائے گا۔

مجلس امور مذہبی کے اراکین کو مخاطب فرماتے ہوئے حضرت اقدس و اعلیٰ نے یہ توقع ظاہر فرمائی کہ کمیٹی مختلف فرقوں کے درمیان باہمی رواداری اور خیر سگالی کی ان روایات کو برقرار رکھے گی جو دکن میں دودمان آصفی کے طرز و روش اور حکومت کا طرۂ امتیاز رہی ہیں۔ ہمارا یہ غیر متزلزل ایقان ہے کہ یہ حکیمانہ ارشادات خسروی نہ صرف مخاطب افراد کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر جائیں گے بلکہ ان کی بدولت حضرت اقدس و اعلیٰ کی ساری رعایا میں وسعت نظر اور تعمیر کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ آپس میں شیر و شکر ہوکر ساری کوششوں کو اپنے فیض رساں حکمران کی خوشنودی اور توقعات کی تکمیل کے لئے وقف کردیں گے۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جس کے

مولوی عنایت اللہ مرحوم

چوٹی کے ادیب اور فن ترجمہ کے اعلیٰ ماہر

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

۲۸۔ مصلحان اندرین نظم۔ لین پول کی کتاب کا ترجمہ۔

۲۹۔ سمبلین	۳۴۔ ٹائمن ایتھنزی
۳۰۔ میکبتھ	۳۵۔ جولیس سیزر
۳۱۔ انطونی اور کلیوپطرہ	۳۶۔ رومیو جولیٹ
۳۲۔ اوتھیلو	۳۷۔ بادشاہ لیر
۳۳۔ ہیملٹ	......

۲۹ تا ۳۷ شکسپیر کے ڈراموں کے ترجمے ہیں

غیر مطبوعہ مسودات

(۱) تاریخ ادبیات عرب۔ نکلسن کی کتاب "لٹریری ہسٹری آف عربس" کے ایک باب متعلق یمن کا ترجمہ۔

(۲) تاریخ حکومت ہائے اسلامیہ اسپین۔ پاسکل دی گیانگوس نے کتاب "نفح الطیب" مولانا علامہ احمد المقری کے تاریخی حصوں کا ترجمہ انگریزی میں کیا تھا۔ مولوی صاحب نے اس انگریزی ترجمہ کا اردو ترجمہ کیا۔

(۳) تاریخ مغل۔ سر ہنری ہیورتھ کی "ہسٹری آف منگولز" کی چار ضخیم جلدوں کا ترجمہ۔

(۴) حیات سقراط۔ سقراط کی سوانح عمری جو مختلف کتابوں سے ماخوذ ہے۔

(۵) اقریطو۔ سقراط کا مکالمہ اپنے شاگرد قریطو سے اس کا عنوان ہے "ہمیں کیا کرنا چاہئے" یہ مکالمہ سقراط کے نامور شاگرد افلاطون کا لکھا ہوا ہے۔ یونانی سے اس کا ترجمہ انگریزی میں ہوا مولوی صاحب نے اس کو اردو کا جامہ پہنایا۔

(۶) مرچنٹ آف وینس شکسپیر کے مشہور ڈرامے کا ترجمہ۔

غلط افواہ

بازار میں یہ افواہ گشت لگا رہی ہے کہ سرکار کا منشا شرح محصول برآمد مونگ پھلی پر مزید اضافہ کرنے کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اہل غرض نے یہ افواہ اس مطلب سے پھیلائی ہے کہ مونگ پھلی کی قیمت گرجائے اور اس سے درمیانی اشخاص فائدہ اٹھائیں۔

لہٰذا بذریعہ ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ مونگ پھلی کی گری ہوئی قیمتوں کے مدنظر سرکار کا منشا بہ حالت موجودہ شرح محصول بڑھانے کا نہیں ہے۔

(معلومات عامہ)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ایک "مراسلہ نگار" نے اطلاع دی ہے کہ:۔

"غلہ کے بیوپاری اپنا مال چوری سے تالاب مجروہ کے سرحدی علاقوں سے برطانوی ہند میں برآمد کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ سے جاری تھا۔ اب اس کی موثر روک تھام کے لئے حکومت نے نہ صرف کروڑگیری کے عملہ میں اضافہ کرکے اس کو تقویت دی ہے بلکہ فوج اور پولیس کے خصوصی دستے خفیہ برآمد کے انسداد کے لئے متعین کرتے ہیں۔ ان انتظامات میں ان چھوٹے بیوپاریوں سے بہت مدد مل رہی ہے جو خفیہ برآمد کے ذریعہ نفع اندوزی کی ہمت نہیں رکھتے۔ چنانچہ ان کی مخبری کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔"

ہم سمجھتے ہیں کہ پولیس اور فوج کو متعین کرنے سے زیادہ موثر طریقہ یہ ہوگا کہ بنیوں اور بزازیوں کا ایک جدید دستہ تیار کیا جائے اور یہ دستہ اسی کام کے لئے مختص ہو۔ انگریزی کا ایک مشہور مقولہ ہے "چور کو پکڑنے کے لئے چور کو مقرر کرو"۔

"تاجران غلہ اور پارچہ نے اپنے گزشتہ دو تین سال کے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انہیں عوام سے کوئی ہمدردی نہیں۔ ان کے پیش نظر منافع اور زیادہ سے زیادہ منافع ہے۔"

(عام شکایت)

اس کا ایک موثر حل یہ ہو سکتا ہے کہ کامریڈ اسوسی ایشن کے ارکان غلہ اور پارچہ کی تجارت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ راس المال کا سوال اس کا حل وہ لیڈر بہت آسانی سے مہیا کر سکتے ہیں جو ایک طرف سرمایہ داروں کے مشیر ہیں اور دوسری طرف کامریڈ اسوسی ایشن کے سرپرست۔

ایک مراسلہ نگار تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"اشیائے احتیاج کی قلت اور گرانی نے تجارت کے نکات اور خفیہ تشکیلات سے حکومت اور عوام دونوں کو بھی

طرح باخبر کر دیا ہے۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ختم جنگ کے بعد عارضی کشمکش سے دور کر دیا جا سکے گا۔"

گویا یہ مسئلہ عظیم ابعد جنگ کا ہے مگر ہم تو دوران جنگ میں اس کا حل چاہتے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے قیمتوں پر نگرانی قائم کرنے کے صحیح قدم اٹھایا ہے۔ اب صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سکیم کی تکمیل کرائی جائے۔

—— نہ صرف بیوپاریوں سے بلکہ عمال حکومت سے بھی۔

ہوٹلوں پر اب تک جو تختیاں آویزاں ہوتی تھیں ان میں عنقریب تبدیلیاں ہونے کا امکان ہے۔ مثلاً:۔

جہاں یہ لکھا ہوتا تھا "بریانی تیار ہے" وہاں لکھا جائے گا "باجرے کے لوز تیار ہیں"۔

جہاں لکھا ہوتا تھا "ڈبل روٹی ایک آنہ" وہاں لکھا جائے گا "جواری کے چھلکے ایک آنہ میں تین"۔

جہاں سیخ کے کباب ملتے تھے وہاں بڈیوں کا قورمہ ملے گا۔

موسم گرما میں تختی لگائی جائے گی "گڑ کا فالودہ فی گلاس ایک آنہ"۔

اگر جنگ کے بعد بھی یہ رجحان قائم رہا تو ہمیں یقین ہے کہ شوہروں کو یہ شکایت باقی نہ رہے گی کہ بیویاں فضول خرچ ہیں۔

"باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ عہدہ داران مال، پولیس اور کروڑگیری کے کردار پر نگرانی رکھنے کے لئے ایک خفیہ عملہ قائم ہو رہا ہے۔" (ایک واقف کار)

کیا ہم توقع رکھیں کہ اس خفیہ عملہ پر نگرانی رکھنے کے لئے کسی جدید خفیہ عملہ کی ضرورت لاحق نہ ہوگی۔

حکومت بمبئی نے دودھ کی برآمد کو ممنوع قرار دیا ہے (ایک خبر)

مگر دودھ میں پانی کی درآمد ممنوع نہیں۔

"مشائخین کرام کی دو جمعیتیں" کے عنوان سے "ترجمان ملت" تحریر کرتا ہے کہ:۔

"ایک اندیشہ تو یہ تھا کہ مشائخین کرام کی دو دو جمعیتیں مسلمانوں کو دو مختلف گروہ ہونے کا باعث بن گئی اور ہم تعجب ہے ہیں کہ یہ عمل شروع ہوا ہے۔ ایک اور اندیشہ یہ بھی ہے کہ مسلمان کہیں مشائخ اور علماء سے بدگمان نہ ہو جائیں۔"

اس اداریہ کو پڑھ کر ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ ایک جمعیت المشائخ کی موجودگی میں دوسری جمعیت المشائخ کو کس نے کھڑا کیا اور اس کی رجسٹری کس نے کرائی؟ اور اس جمعیت المشائخ رجسٹرڈ کو تا حال مدت کی سرپرستی اور "ترجمان ملت" کی تائید کیوں حاصل رہی؟

ہمارے خیال میں اس معمہ کو سمجھنے کے لئے تصوف کے مراحل طے کرنے کی ضرورت نہیں نفسیات قیادت سے تھوڑی سی واقفیت کافی ہے۔

ہمارے دوست مسٹر کرشنا چاری جوشی نے اپنے ایک مضمون میں جو "مشیر دکن" میں شائع ہوا ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ اردو حیدرآباد کی مشترکہ زبان نہیں ہے یہ تحریر کیا ہے کہ:۔

"ملکی زبان بولنے والے دو شخص ایک دوسرے کی زبان سے واقف نہیں ہونے کی وجہ سے اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اس سے اس کو مشترکہ زبان قرار دیا جاتا ہے تو اس سے کسی کو کلام نہیں۔"

مسٹر جوشی ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اردو مشترکہ زبان نہیں اور ثابت کر گئے کہ اردو مشترکہ زبان ہے۔ بقصور مسٹر جوشی کا نہیں اردو زبان کا ہے کہ اس میں ہر چیز الٹی ثابت ہوتی ہے۔

دکشنا بھارت ہندی پرچار سبھا کے جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر حیدر بریلوی نے فرمایا:۔

"کیا میں آپ سے یہ اپیل کر سکتا ہوں کہ آپ اپنی سبھا کا نام بدل دیں اور بجائے دکشنا بھارت ہندی پرچار سبھا کے اس کا نام دکشنا بھارت ہندوستانی پرچار سبھا رکھیں۔"

نام کی تبدیلی میں کوئی مضائقہ نہیں ہندوستانی پرچار سبھا نام رکھ کر بھی ہندی کا پرچار کیا جا سکتا ہے۔

"بغیر کوپن کے پٹرول فروخت کرنے کے الزام میں ایک تاجر پر مقدمہ" (ایک سرخی)

مگر بغیر کوپن کے پٹرول خریدنے والے قانون کی زد سے کیوں محفوظ ہیں؟

برطانوی ہند میں کرایہ پر کنٹرول

دوران جنگ میں کرایہ داروں کو تخلیہ پر مجبور نہیں کیا جا سکتا

ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے صوبجاتی حکومتوں کو مطلع کیا ہے کہ وہ قانون کرایہ میں اس طرح ترمیم کریں کہ اس کے ذریعہ کسی مالک مکان کو یہ حق حاصل نہ ہو سکے کہ وہ دوران جنگ میں کسی کرایہ دار سے اپنا مکان خالی کرا سکے۔ ابھی تک یہ ترمیم ایک تجویز کی سی حیثیت رکھتی ہے لیکن امید کی جا سکتی ہے کہ بہت جلد یہ قانون کی شکل اختیار کرے گی۔ جنگ کی وجہ سے ملک کی عام پرسکون حالت میں کافی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے افراد اور جماعتوں کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل ہونا ایک عام اور معمولی چیز بن گئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں بوجہ جنگ کاروبار کے بڑھ جانے اور صنعتی و تجارتی حالت کی بہتری کی وجہ سے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف لوگوں کی منتقلی کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے شہروں کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ اس کا اثر یہ ہے کہ تقریباً ہر شہر میں کرایہ کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔ جنگ کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے مالکان مکان یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھی کرایہ میں اضافہ کر دیں لیکن ان کی یہ دلیل کہ اشیاء کی گرانی کی وجہ سے مکانوں کے کرایہ میں اضافہ کیا جائے مضحکہ خیز ہے اس لئے کہ اشیاء کی گرانی کا اثر اس پر کچھ نہیں پڑتا۔ یہ مکان اس گرانی سے پہلے بنائے گئے اور جتنی قیمت اس پر لگی شاید وہ اس سے دس گنا روپیہ کرایہ کے ذریعہ حاصل کر چکے ہیں۔ اس لئے انہیں حق حاصل نہیں کہ وہ کرایہ میں اضافہ کریں۔ اب رہا اس زمانے میں مکان بنانے والوں کا معاملہ سو ان کا استدلال بھی غلط ہے۔ اگر وہ صرف اسی قدر قیمت اس کرایہ کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جتنی انھوں نے اس پر لگائی ہے تو ہمیں ان کے طریقہ کار پر ہرگز کوئی اعتراض نہیں۔ مگر اس قیمت کو وصول کرنے کے بعد پھر انہیں اس مکان پر اپنی ملکیت قائم رکھنے کا حق نہ ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ عقل و منطق کی روشنی میں ان لوگوں کا یہ استدلال محض غلط ہے اور اس لئے اگر حکومت ان کے نفع پر تھوڑی سی پابندی عائد کرتی ہے تو اس پر ان لوگوں کا معترض ہونا اور شور مچانا بالکل بیجا اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔

ہم یہاں انتہا پسندانہ نقطۂ نظر کو ایک طرف ڈال کر صرف معتدل نقطۂ نظر کو پیش کرتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ زمین کی ملکیت کا جہاں تک تعلق ہے دنیا کی ساری حکومتیں اب اس خیال پر متفق ہیں کہ ریاست یعنی حکومت کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ افراد کے زمین کی ملکیت کے حق کو ختم کر دے۔ اس لئے کہ صحیح معنوں میں زمین کی ملکیت کا حق سماج یا سوسائٹی کو ہے اور اس لئے حکومت جو سماج کے ارادے کا ایک آلہ ہے اس پر کنٹرول کرنے کا حق رکھتی ہے۔ بدقسمتی سے ہندوستان میں ہر چیز دنیا سے بہت بعد کو ہوا کرتی ہے اور یہاں کی حکومت دوسرے ملک کی حکومتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ قدامت پرست واقع ہوئی ہے۔ وہ تو خیریت ہوئی کہ اس زمانہ میں ہندوستان کی حکومت کی باگ ڈور لارڈ ویول جیسے لبرل ترقی پسند وائسرائے کے ہاتھ میں ہے جو رجعت پسندی سے ایک قدم آگے رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کی حکومت نے وقت کے اس ضروری اور اہم سوال کی طرف توجہ دی۔ بہت ممکن ہے کہ یہ لوگ (مالکان مکان) اس پر منظم احتجاج شروع کر دیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ حکومت ہند اب اپنے قدم کو واپس نہ لے گی اور اس تجویز کو قانون کی شکل میں جلد از جلد بدل دے گی۔

(مسلمان۔ دہلی)

جے پور کا ہندی ساہتیہ سمیلن کھٹائی میں پڑ گیا

از پنڈت ہری چاریہ شرما

دہلی کے وشوامتر کی زبانی اور جے پور میں خود وہاں سمیلن کی درگت کے حالات معلوم کرنے کے بعد ضروری ہو گیا ہے کہ اردو دنیا کو بھی اس پاکھنڈ سے باخبر کر دوں جس آڑ میں ۲۲ سال سے مارواڑی سیٹھ ساہوکاروں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے اور عام ہندو پبلک کو لوٹا جا رہا ہے۔ یہ ٹھگ ہندی ساہتیہ سمیلن میں شریک ہونے سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ جو منتقل نقش اردو کی پر قائم کی گئی ہے وہ آج نہیں تو کل ضرور ڈوب جائے گی جس کا نتیجہ جے پور میں سامنے آگیا اور آج ہندی کے جھوٹے بیوپاریوں کو ساہتیہ سمیلن کے کھٹائی میں پڑ جانے کا نہ صرف یقین ہو گیا بلکہ پاپی جو تھم پیراز بھی شروع ہو گئی۔ ہندی ادب کے غریب خدمت گزار صدیوں سے پریم کا شی۔ ہردوار والہ آباد کے پنڈت اور سادھو رہے ہیں اور موجودہ زمانہ کے ان بزرگوں نے زبان کی صفائی و شستگی میں بڑا حصہ لیا ہے اور ہندی کو ہندوستانی بنانے میں اور سنسکرت کی بے جا ملاوٹ سے ہندی ادب کو بچانے میں ان لوگوں کا پورا ہاتھ رہا ہے۔ دوسری طرف ہندی سماچار پتروں کے ایڈیٹر اور چند سنسکرت کے پروفیسر ہیں جو ابھی وقت سے ہندی زبان کو سنسکرت بنانے چلے جا رہے ہیں اور اس میں دہلی کے پروفیسر اندر پیش پیش ہیں۔ اور انھوں کے معاملت کے تمام دروازے بند کر کے اندھا دھند سنسکرت آمیزی سے ہندی ادب کو بوجھل بنا دیا۔ کچھ برسوں سے سادہ ہندی زبان کو ترجیح دینے کی تحریک کرنے والوں پر پروفیسر اندر اور ان کے حامی ہندو اخباروں کے سرپرست رہے۔ اور وہ اردو کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے جنون میں دیوانہ وار سازشیں کرتے رہے ہیں۔ بدقسمتی سے جے پور ہندی ساہتیہ سمیلن کے سبھاپتی کے آسن پر آپ کا نام چن لیا گیا تھا۔ غالباً ان کا صدر بن جانا کاشی ہردوار والہ آباد کے ان نیک دل پنڈتوں کی توہین تھا جو زبان کے معاملے میں فرقہ وارانہ کو پسند نہیں کرتے اور جو ہندی کو سنسکرت کی کڑی گھاٹی سے نکال کر ایک سادہ زبان بنانا پسند کرتے ہیں۔ ہندی کیا مجھے یاد ہے کہ آج سنسکرت کے مقابلے میں ہندی یا ہندوستانی فتح پا رہی ہے۔ فرقہ پرست اور ہندی کی زبان کو خراب کرنے والے شخصوں کی ہار آج ہندوستان کی مشترکہ زبان ہندوستانی کی جیت ہے۔ مرن برت رکھنے والے ایک گھر کے بھیدی کا بیان آج وشوامتر میں شائع ہوا ہے اس میں غریب پنڈتوں پر لٹے ہوئے کی گئی ہے۔ وہ سنئے اور ہندی ساہتیہ سمیلن کی اندرونی حالت کو دیکھئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ — ''ساہتیہ سمیلن کے کل ممبر یا رکن رہیں۔ باوجود کوشش کے اس گروپ نے ایک آدمی بھی باہر کا نہیں آنے دیا۔ دفتر کی حالت اتنی خراب ہے کہ کسی خط کا وقت پر جواب نہیں ملتا۔ قواعد ایسے بنائے گئے ہیں کہ صدر کا عدم وجود برابر ہے۔ منتری (سکرٹری) صدر سے ملنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ صدر کو فضول ایک گڑیا سمجھا جاتا ہے۔ مرن برت ہندی کی تحریک چلنے کے باوجود دس اسے زیادہ ممبر نہ بن سکے اور ہمیشہ یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ ووٹ دینے کا حق محدود رہے سمیلن کی حالت سے نانی سبھا کی حالت اچھی ہے سمیلن کی باگ نہایت ناقابل ہاتھوں میں ہے۔ یہ گروپ اپنے لوگوں کو چننا چاہتا تھا۔ جس میں وہ ناکام رہا تو سمیلن ملتوی کر دیا گیا۔ ہندی پر چاروں طرف سے سنکٹ آیا ہوا ہے اس کے پرزے ذرزد ابھی اس

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

مولوی عنایت اللہ مرحوم

چوٹی کے ادیب اور فن ترجمہ کے اعلیٰ ماہر

از

جناب جانکی پرشاد صاحب

مولوی عنایت اللہ دہلی کے مشہور محلہ "ناظر واڑہ" میں ۱۵ / دسمبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے تھے ساڑھے آٹھ برس کی عمر سے علی گڑھ میں سرسید مرحوم کی صحبت نصیب ہوئی تھی اور وہاں سے جس وقت مولوی صاحب نے تو سرسید کی طرز معاشرت، اور ان کے گرد و پیش کی صفائی اور لطافت کا ان کے ننھے دل پر اس قدر گہرا اور دیرپا اثر ہوا کہ وہ اسے تمام عمر نہ بھولے اور اسی وقت سے یہ شوق پیدا ہوا کہ انھیں بھی ایسی صفائی کے ساتھ رہنا چاہیے اور ان کے گرد و پیش کی چیزیں بھی اتنی ہی مہذب اور لطیف ہونی چاہئیں جیسی وہ علی گڑھ میں سید صاحب کے بنگلے میں دیکھ آئے تھے۔ بعد کی زندگی میں ان کی یہ خواہش ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ مولوی صاحب اگرچہ سادگی کے ساتھ رہتے تھے۔ مگر کھانے پینے پہننے اوڑھنے لکھنے پڑھنے غرض ہر چیز میں سلیقہ، صفائی اور لطافت کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کی نگرانی میں ہوئی تھی اور کالج کی زندگی میں آپ کے سخت نگران اور نہایت شفیق اتالیق سرسید احمد خاں مرحوم تھے مولوی صاحب کی باقاعدہ تعلیم درحقیقت علی گڑھ کالج میں داخلے کے بعد ہی شروع ہوئی تھی ۱۸۸۵ء میں آپ نے انٹرنس کا امتحان کامیاب کیا ۱۸۸۷ء میں ایف۔ اے ہوئے اس کے بعد مدت تک سخت بیمار رہے اس لئے کہیں ۱۸۹۱ء میں بی اے ہوئے تھے۔ علی گڑھ کالج سے مراد وہ پرانا سال کالج ہے جو اب نوجوان مسلم یونیورسٹی کے قالب میں زندہ ہے۔ اسی پرانے کالج کے گہوارۂ ادب میں مولوی عنایت اللہ مرحوم کی زندگی بچپن سے لے کر جوانی تک گزری تھی۔ سرسید مرحوم علامہ شبلی مرحوم ڈاکٹر آرنلڈ اور دیگر نامور اساتذہ کا مبارک زمانہ تھا۔

سرسید کو مولوی عنایت اللہ سے اپنے بیٹوں جیسی محبت تھی اور یہ شفقت اور محبت مرتے دم تک قائم رہی جو خطوط مختلف اوقات میں سرسید نے انھیں لکھے تھے یا ان کے متعلق ان کے والد کو لکھے ان کے ایک ایک لفظ سے محبت اور الفت ٹپکی پڑتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کو ان سے محبت نہیں بلکہ عشق تھا۔

نہایت صاف سلیس اور شستہ ترجمہ کرنے کی حیرت انگیز قابلیت تو آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ بی اے جماعت ہی میں تعلیم پا رہے تھے کہ انگریزی نظموں اور مضمونوں کا بہت عمدہ ترجمہ کرتے تھے چنانچہ اس وقت کے کئے ہوئے ترجموں میں سے گرے کی مشہور و معروف نظم "ایلجی" (انگریزی قبرستان) کا نثر میں ترجمہ تھا۔

مولوی عنایت اللہ نے بی۔ اے ہونے کے بعد علی گڑھ ہی میں بیٹھ کر سرسید کے فرمانے پر ابو ریحان البیرونی کی ایک بہت مختصر سوانح عمری لکھی تو اس کے سرورق کے لئے سرسید اپنے خط میں انھیں لکھتے ہیں۔

"تمہارے نام کے ساتھ مدرسۃ العلوم کا رہنا بلاشبہ تمہاری خوشی کا باعث ہوگا۔ لیکن میری سمجھ میں تمہارے نام کے ساتھ کالج کا نام رہنا کالج کی عزت کا باعث ہے اگر کالج کے بچے ایسے ہوں جیسے تم ہو تو کون شبہ کر سکتا ہے کہ کالج کو اس سے فخر و اعزاز نہ ہوگا۔ میں نے ٹائٹل پیج میں تمہارے نام کے ساتھ کالج کا نام بھی شامل کر دیا ہے اسی طرح ٹائٹل پیج چھپوا دو اور اگر میری زندگی رہی اور خدا نے بھی چاہا تو جس لفظ "اف" کے لفظ نمبر بھی تمہارے نام کے ساتھ بڑھایا جائے گا۔"

سرسید کی خواہش پر ۱۸۹۲ء میں نہایت قابلیت اور لیاقت کے ساتھ کچھ کم ایک سال تک "تہذیب الاخلاق" کی سب ایڈیٹری کرتے رہے۔ اس زمانہ میں اکثر اعلیٰ پایہ کے مضامین سرسید کی فرمائش پر آپ نے انگریزی سے ترجمہ کرکے "تہذیب الاخلاق" میں شائع کئے۔

۱۸۹۳ء سے آپ کی باقاعدہ اور مسلسل ملازمت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے سب سے پہلے آپ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جون پور کی سفارش پر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی آسامی پر مقرر ہوئے ۱۸۹۴ء سے ۱۹۰۱ء تک آپ جون پور ہی میں رہے۔ ملازمت کے فرائض کی بجا آوری کے ساتھ علمی شغل بھی برابر جاری رہا جس کا چسکا سرسید مرحوم لگا چکے تھے۔

۱۹۰۱ء میں آپ کا تبادلہ جون پور سے بریلی ہوا مگر بریلی میں آپ صرف نو ماہ رہے۔ صاحبزادہ سلطان احمد خاں فنانس ممبر کی سفارش پر ریاست گوالیار نے آپ کی خدمات گورنمنٹ سے مستعار لیں چنانچہ آپ سکریٹری فنانس مقرر ہو کر جنوری ۱۹۱۳ء میں گوالیار تشریف لے گئے جہاں سکریٹری اپیل ڈیپارٹمنٹ کا عہدہ آپ کو تفویض کر دیا گیا۔ گوالیار میں آپ چھ برس رہے۔

سر راس مسعود مرحوم اور سر اکبر حیدری مرحوم کی تحریک پر گوالیار سے آپ کی ملازمت براہ سرکار انگریزی گورنمنٹ سرکار عالی کے لئے مستقل طور پر منتقل ہو گئی تھی اور آپ نے ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء کو حیدرآباد پہنچ کر نظامت دارالترجمہ کا جائزہ لیا تھا اور چودہ سال نظامت دارالترجمہ کے علمی عہدے پر فائز رہنے کے بعد نومبر ۱۹۳۵ء میں آپ دہرہ دون چلے گئے اور وہیں ۔۔۔ تک سکونت اختیار کی تھی۔

مولوی عنایت اللہ اب ہم سے اور سب کو چھوڑ کر سوئے عقبیٰ چلا گیا ہے۔ مگر آپ کی پاک، متبرک اور علمی زندگی دوسروں کے لئے مشعل راہ رہے گی۔ سچ یہ ہے کہ مولوی عنایت اللہ نے اپنے قابل فخر اساتذہ کی تعلیم و صحبت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا جس کی بدولت وہ ہندوستان کے چوٹی کے ادیب، بہترین مصنف، فن ترجمہ کے کامل نحوی اور اردو زبان کے سب سے زیادہ کامیاب مترجم مانے جاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے جو بے نظیر اور محققانہ کتابیں ترجمہ و تالیف کیں یہ سب سرسید مرحوم کی تربیت کا اثر اور اپنے فاضل پروفیسروں کی تعلیم کا نتیجہ تھیں۔ سرسید مرحوم کی دوربین نگاہیں ان کو نہایت جوہر قابل دیکھ رہی تھیں اور وہ ایسے ہی ثابت بھی ہوئے اسی وجہ سے سرسید کو ان سے بے حد تعلق اور لگاؤ تھا۔

صاف سلیس اور نہایت بامحاورہ ترجمہ کرنے کی جیسی حیرت انگیز قابلیت قدرت نے آپ کو ودیعت کی تھی اس میں ہندوستان بھر میں آپ کا کوئی اور شریک نہیں۔ مضمون کے صفحے پڑھتے چلے جائیے کہیں کوئی مشکل اور غیر مانوس لفظ نہیں ملے گا اور مشکل سے مشکل اور ادق سے ادق کتابوں کا ترجمہ ایسی روانی کے ساتھ کرتے تھے کہ دیکھنے والے کو انتہا حیرت ہوتی تھی ایک مرتبہ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ "انگریزی لٹریچر پڑھنے کا لطف ہی جاتا رہا کیونکہ جب کوئی کتاب ہاتھ میں لیتا ہوں تو بجائے انگریزی الفاظ کے ان کا اردو ترجمہ ہی دماغ میں گشت کرنے لگتا ہے۔"

ناظرین کی دلچسپی کے لئے دو چار باتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں جو مولوی عنایت اللہ مرحوم ترجمہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔

"جس مضمون کی کتاب ترجمہ کرنی ہے اس کے مضمون سے دوسری کتابوں سے کسی حد تک واقفیت پیدا کرنے میں کاہلی نہ کرے تاکہ صحیح مفہوم سمجھے اور لفظ کے صحیح معنے معلوم کرنے یا مناسب لفظ کی تلاش میں سستی مترجم کو ناکام ثابت کر دے گی اور اگر مطلب سمجھے

غلطی ہو تو پھر مرتے دم تک اس کی ندامت سے چھٹکارا نہیں۔ اگر ہزار فقرے صحیح ترجمہ کئے ہیں اور ایک فقرے کا مطلب غلط سمجھ لیا تو یہ ایک غلطی ہزار صحتوں پر بھاری ہوگی ایسی غلطیوں سے مترجم کو ڈرنا اور بچنا چاہئے۔ ایک حرف کی غفلت سے مہینوں کی محنت غارت ہو جائے گی گو ترجمے سے اچھے ترجمہ درست بھی ہو جاتا ہے۔ غیر معاف کر دیتے ہیں مگر ترجمہ کا دل معاف نہیں کرتا۔

ترجمے میں جلدی نہ کیجئے مگر بیٹ بھی بری بلا ہے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے لیکن جو لوگ ترجمہ کے بعد اکثر مرتبہ میں وہ ایک ایک فقرے کے سوچنے میں کئی کئی دن صرف کر دیتے ہیں۔ ترجمہ کے فقروں کو بار بار کاٹ کر نظر کی مشکل پیدا کرتے ہیں اور پھر بھی اطمینان نہیں ہوتا اور کام مشق سے آ جاتے ہیں۔ ترجمہ میں مشق کے بعد مشہور روز اول کا مضمون رہتا ہے۔ بعض ذہین مترجم جن کی قوت گرفت بڑھی ہوئی ہوتی ہے ترجمہ صاف لکھتے چلے جاتے ہیں۔ فقرہ ذہن میں گھٹتے ہوں مگر کاٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ خوش نصیب ہیں لیکن میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ جب تک ایک بار ترجمہ کرکے پھر اس ترجمہ کو خود ٹھکر صاف نہ کرے ترجمہ درست اور اچھا نہیں ہوتا جلدی میں اکثر یہ خرابی ہوتی ہے کہ انگریزی کے فقرے اکثر بڑے ہوتے ہیں۔ پہلی مشکل تو یہ ہوتی ہے کہ انہیں کہاں سے شروع کرے پھر ایک بڑے فقرے میں ذیلی فقرے اتنے ہوتے ہیں کہ اگر ذرا بھی غفلت کی تو کوئی نہ کوئی بات چھوٹ جاتی ہے مترجم اپنا فقرہ درست کرنے کے بعد مطمئن ہو جاتا ہے لیکن ترجمہ ناقص رہتا ہے۔ مقابلہ کرنے والا بہت خفا ہو کر [illegible]۔

ترجمہ کرنے کے بعد اس کو پڑھتے ہیں تو اکثر کمرہ بند کرکے زور زور سے پڑھتا ہوں۔ پڑھتے میں جہاں زبان رُکے سمجھ لیجئے کہ خامی ہے۔ اس خامی کو نکالنے کے لئے میرے ایک عزیز استاد نے ایک مرتبہ نصیحت کی تھی کہ فقرے کی آواز درست کر لو تو مطلب بھی درست ہو جائے گا۔ یہ نصیحت زیادہ تر بکار آمد اس وقت ہوتی جب اپنی ہی زبان میں خود انسان کوئی بات لکھتا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ہمیشہ درست نہیں لیکن جہاں تک ترجمہ کی زبان کا تعلق ہے اس نصیحت کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

انگلستان کے ایک بڑے عالم کا قول ہے کہ اپنا ہی خیال اپنی زبان میں صحیح طور پر خوبی سے بیان کرنا مشکل ہوتا ہے چہ جائے کہ غیر کا خیال غیر زبان میں کہا ہوا اپنی زبان میں ادا کرنا۔ اس عالم کو اگر اردو اور انگریزی کا فرق معلوم ہوتا تو شاید وہ اپنے اس قول میں اور بھی زیادہ قوت پیدا کر دیتا۔ ترجمہ کی نسبت یہ بھی کسی کا قول ہے اور بہت صحیح ہے کہ ترجمہ ایسی محنت ہے جو کسی کے شکریے کی مستحق نہیں۔ یہ قول مترجم کی ہمدردی میں کہا گیا ہے مگر اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شکریہ کا مستحق دراصل مصنف ہے۔ مترجم کا کام صرف کسی کے خیال کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا ہے اور یہ کوئی بڑا کام نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جہاں ایک قومی زبان سے کمزور زبان میں خیالات منتقل کرنے کی خدمت کسی کے سپرد ہوتی ہے تو یہ خدمت تصنیف سے بھی اکثر مقامات پر زیادہ دشوار ہو جاتی ہے۔ وقت اور دماغ مصنف سے بھی زیادہ مترجم کو صرف کرنا پڑتا ہے اور مترجم کی خدمت ایک علمی خدمت ہوتی ہے نقل نویسی نہیں رہتی۔ مترجم کو کم و بیش وہی مدارج طے کرنے پڑتے ہیں جو مصنف نے کئے ہیں بشرطیکہ وہ اپنے ترجمے کو اپنی زبان میں وہی عزت بخشنی چاہے جو انگریزی زبان میں انگریزی کتاب کو ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو لوگ ترجمے کو آسان سمجھتے ہیں ان کو یا تو ترجمہ کا تجربہ نہیں یا علم کی قدر نہیں۔

"مترجم شکریہ کا مستحق نہ ہو لیکن اگر دنیا میں مترجم نہ ہوتا تو علم کی جھیلیں اور دریاچے تو بہتیرے روئے زمین پر ہوتے مگر ان کو ملا کر ایک بحر ناپیدا کنار بنانے والا نہ ہوتا۔"

ذیل میں مولوی عنایت اللہ کے مشہور تراجم و تالیف کی فہرست درج ہے۔ ترجمے کے شوق کی ابتدا تو آرنلڈ کی "پریچنگ آف اسلام" سے ہوئی تھی جس کا ترجمہ سرسید کی فرمائش پر آپ نے "دعوت اسلام" کے نام سے کیا تھا۔ آپ کا دوسرا شاہکار "اندلس کا تاریخی جغرافیہ" ہے۔ ایسی بے نظیر اور بلند پایہ کتاب اندلس کے متعلق کسی زبان میں موجود نہیں ہے۔ اگر مولوی عنایت اللہ اور کچھ بھی نہ لکھتے تو یہ دونوں کتابیں علمی دنیا میں آپ کا نام زندہ رکھنے کے لئے کافی تھیں۔

۱۔ انگارہ کا ترجمان۔ شاید یہ مولوی عنایت اللہ کا سب سے پہلا ترجمہ ہے۔ تھامس گرے کی مشہور نظم "ایلجی" کا نثر میں ترجمہ۔

۲۔ اشاعت اسلام۔ پروفیسر آرنلڈ (علی گڑھ کالج) کے قلمی مسودہ کا اردو کا ترجمہ۔

۳۔ تذکرہ ابوریحان بیرونی (تالیف) ابوریحان بیرونی جیسے بے نظیر محقق اور زبردست فاضل کی مختصر سوانح عمری۔

۴۔ ترجمہ تقریر مسٹر ماریسن [illegible] میں علی گڑھ کالج میں "برادرہڈ" (مجلس اخوان) کے نام سے ایک انجمن کی بنیاد پڑی تھی۔ اس کے سکرٹری مسٹر ملین قرار پائے تھے۔ اس انجمن کے پہلے سالانہ جلسہ میں مسٹر ماریسن نے جو تقریر انگریزی میں کی تھی اس کا ترجمہ سرسید کے ارشاد پر مولوی صاحب نے کیا تھا۔ یہ ترجمہ اسٹریچی ہال کے دروازہ پر اب تک کندہ ہے۔

۵۔ مکافات۔ مشہور انگریزی ادیب ایمرسن کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے۔ یہ وہ ترجمہ ہے جس کے متعلق سرسید نے منشی ذکاء اللہ کو لکھا تھا کہ "اگر تم ایسا عمدہ ترجمہ کرو تو تم کو کچھ نذر کروں۔"

۶۔ خواب پریشاں۔ یہ بہت ہی پرلطف اور مترجمہ افسانہ ہے۔

۷۔ دعوت اسلام۔ یہ پروفیسر آرنلڈ کی وہ مشہور اور معرکۃ الآراء باشان کتاب ہے جس کے ترجمے کی وجہ سے مولوی صاحب کا نام تمام اردو داں علمی طبقے میں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مشہور ہو گیا تھا۔

۸۔ جنگل کی پہلی کہانی (از [illegible]) رڈیارڈ کپلنگ کی کتاب "جنگل بک" سے ماخوذ ہے۔

۹۔ اندھی پھولوں والی کا گیت۔ لارڈ لٹن کے مشہور ناول "لاسٹ ڈیز آف پومپی آئی" کا ترجمہ۔

۱۰۔ ارض مقدس۔ ایک امریکن فاضل کی کتاب کا ترجمہ ہے اس کا موضوع بابل و اشور کے پرانے شہروں سے متعلق ہے۔

۱۱۔ عرب قدیم کا تمدن۔ انگلستان کے مشہور عالم مسٹر [illegible] لینگ کی کتاب کا ترجمہ ہے۔

۱۲۔ پیرکلیز اور ایتھنز کا دور اقبال مندی۔ یولین ایبٹ کی لکھی ہوئی تاریخ کا ترجمہ۔

۱۳۔ قسطنطین۔ جان بی۔ فرتھ کی لکھی ہوئی کتاب کا ترجمہ۔

۱۴۔ یونانی شہنشاہی۔ ولیم اسکاٹ فرگسن پروفیسر تاریخ قدیم ہارورڈ یونیورسٹی کی کتاب کا ترجمہ۔

۱۵۔ جاپان کا تعلیمی نظم و نسق۔ سر راس مسعود مرحوم نے اپنی سیاحت اور تحقیق کے نتائج سے متعلق جو کتاب انگریزی میں لکھی تھی اس کا اردو ترجمہ مصنف مرحوم کے ارشاد پر مولوی صاحب نے کیا تھا۔

۱۶۔ تائیس۔ یورپ کے مشہور و معروف مصنف اور افسانہ نگار اناطول فرانس کے بہترین ناول کا بہترین ترجمہ۔

۱۷۔ اندلس کا تاریخی جغرافیہ۔ اس کتاب کی تالیف میں مولوی صاحب نے (۲۸) سال تک صبر آزما محنت کی تھی۔

۱۸۔ تیمور۔ ہیرلڈ لیمب کی دلچسپ اور پر از معلومات کتاب کا ترجمہ۔

۱۹۔ چنگیز خاں۔ ہیرلڈ لیمب کی دلچسپ کتاب کا ترجمہ۔

۲۰۔ نجم السحر۔ رائڈر ہیگرڈ کی پرلطف کتاب "مارننگ اسٹار" کا دلکش ترجمہ۔

۲۱۔ چنگیز خاں کے سوانح حیات۔ یہ کتاب ایک روسی مصنف کی تصنیف کے انگریزی ترجمے سے ماخوذ ہے۔

۲۲۔ سلامبو۔ مشہور فرانسیسی انشاپرداز گستاو فلابیر کے ناول کا ترجمہ۔

۲۳۔ ہیرودیاس۔ یہ گستاو فلابیر کے ایک اور نہایت دردناک ناول کا ترجمہ ہے۔

۲۴۔ قلیو پترا۔ یہ مصر کی مشہور و معروف ملکہ کی سوانح عمری ہے۔

۲۵۔ داستان جم۔ دہلی کے شاعر [illegible] کی نظم "الفرز" کا فصیح و بلیغ ترجمہ۔

۲۶۔ راسلاس۔ ڈاکٹر جانسن کے مشہور ناول کا ترجمہ۔

۲۷۔ تربیت نامہ اندلس۔ پروفیسر [illegible] کی فرانسیسی کتاب کے انگریزی ترجمہ (از مسٹر اسٹوک) کا اردو ترجمہ۔

تاریخ پولینڈ کا ایک ورق

(سلسلہ صفحہ (۴))

پیدا ہے۔ کئی مہینے گزر چکے کہ اس نے کسی عورت کے دامن کو مس تک نہیں کیا۔ لیکن ایک اندھی محبت کا شکار ہو کر انتہائی بے قرار ہے۔ ... سلطنت کو بادشاہ کی اجازت نہیں فوج کے سپہ سالار وغیرہ ... اہم مسائل مضطرب توجہ ہیں۔ تعلقات پولینڈ سپہ سالار سے آستاں بوس نیاز ہیں۔ حتی کہ گھوڑے کی سواری بھی ترک کر دی گئی ہے سارے نظام سلطنت پر ایک سکوت طاری ہے۔ کل۔ پیرس یورپ سب سے کہہ دیا گیا ہے کہ "انتظار کریں" اس شخص کو جو قوت اور عمل کا سازگار ہے آج ہر چیز سے انکار ہے اور ایک مرد جو سینتیس سال دنیا کے سرد و گرم سے آشنا رہ چکا ہے اور جس کی بیوی باوجود اس کے کہ چالیس سال سے متجاوز عمر کی عورت ہے اس کے جذبات کو سرد کر دینے میں ناکام رہتی ہے۔ ایک لڑکی کی اندھی محبت میں گرفتار، دوسری طرف اس کی چالاکیاں ... بدترین تدبیر سوچ رہا ہے جس سے وہ منوایا جا سکے۔ بادشاہ سے اس کے وطن کی آزادی کو طریب دے کر منوایا جائے تاکہ وہ اس سال کی خشک اور بے لطف زندگی کے بعد وہ اس نو رس نازنین کے نازک گلے میں اپنی محبت کے ہاتھوں کو گوندھے ہوئے پھولوں کا ہار پہنا سکے۔

لڑکی اس غیر معمولی رشتے کے خیال سے سہم گئی مگر وہ مجبور ہو گئی۔ اپنے عزیزوں اور دوستوں کے مشورے لیں جنہیں سرگرم مشاورت ہے جو اسے پولینڈ کی آزادی کی خاطر اس قربانی پر مجبور کر رہے ہیں۔

―― ۴ ――

کونٹس والاوسکا دل کی بے چینیوں کو چھپائے ہوئے سیاہ لباس پہنے آخر اس سے ملنے جاتی ہے اور رات کے تین گھنٹے وہ شہنشاہ کی صحبت میں گزارتی ہے آنسوؤں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن پیار اور شوق کی رنگین نوازشات سے بھبھکا کر وہ اسے خاموش کرتا ہے اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ یہ "مرد" جس کے نام سے دنیا کانپتی ہے انتہائی نرم دل عاشق بھی ہے۔

میری! پیاری میری! تم میرے دل کی ملکہ ہو جو ہر دل سے پہلے ملتا ہے۔ میں تم سے کہاں پر ملوں گا۔ یہ چھوٹا سا گلدستہ جو میں تمہیں بھیج رہا ہوں اپنے سینے پر لگائے رکھنا چاہتے ہوئے یہ پھول ہمارے دلوں کی ترجمانی کریں گے جب میں اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھوں تو تم سمجھ لینا کہ یہ تمہارا اور صرف تمہارا ہی ہے اس کے جواب میں تم پھولوں کو اپنے سینے پر دبا دینا میری! پیاری میری! انست کا جواب محبت سے دو اور دیکھو تمہارا ہاتھ پھولوں سے الگ نہ رہنے پائے۔

اس ملاقات کے بعد بھی تین دن تک وہ اس سے بچ نکلنے کی کوشش کرتی ہے پھر وہ ہر رات ملنے کے لئے آتی ہے۔ شہنشاہ کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ اس روزانہ ملاقات کے باوجود ہر جلسے میں اس کی موجودگی لازم ہوتی ہے ورنہ وہ خود بھی شریک نہیں ہوتا۔ وہ اکثر سوچتا ہے کہ کہیں عورت کے لباس میں یہ کوئی فرشتہ تو نہیں ہے جو اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے بعد بھی اس سے کسی معاوضہ کی طالب نہیں۔ دنیا میں یہ دوسری ہے لوٹ ہستی ہے جو اس سے کچھ نہیں مانگتی۔ پہلی تو وہ اس کی ماں تھی جس کے دامن میں اس نے زندگی کی پہلی سانس لی تھی۔ اس کو کوئی دوسری عورت ایسی نہیں ملی جس نے یہ نہ چاہا ہو کہ اس کا جنسی یا تعلق دولت جاہ و حشمت، تاج الماس وغیرہ اس پر نچھاور کرے حقیقت میں نپولین کو اس لاوسکا میں سیرت اور صورت دونوں کے لحاظ سے بڑی پیاری رفیقہ حیات ملی ہے جس کی جستجو میں اس کی روح اب تک متلاشی رہی تھی وہ سوچتا ہے کہ اس حور وش نازنین سے جدا ہونے کے لئے کافی ہمت اور جرأت کی ضرورت ہے۔

―― ۵ ――

جوزفائن آ رہی ہے ... اب!

تاہم وہ کامیاب کے بعد سے آج تک جوزفائن نے جنگ کے زمانہ میں کسی عورت سے تعلق نہیں رکھا۔ حالانکہ اس کی فوج کے سپہ سالار اور افسر بہت سی عورتوں کی محبت میں اسیر ہو گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس محبت کے افسانہ کی تشہیر پیار کی میں ہو چکی ہوگی۔ اور اس کا رنگ ایسا گہرا اور شوخ کر دیا گیا ہوگا کہ جوزفائن کے کان کسی طرح اس سے ناآشنا نہیں رہ سکتے اس لئے وہ وہاں منتظر ہے اس انتظار میں ہے کہ اسے یہاں بلا لیا جائے شہنشاہ مسکراتا ہے اور اپنی بیوی کو خوبصورت رسے دھوکا دیتے رہتا ہے نہایت ظریفانہ انداز میں دھوکا دیتا ہے۔

موسم۔ رستوں کی خرابی اور عام بدامنی کی وجہ سے شہنشاہ مجبور ہے۔ ورنہ میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کیا ہوگی کہ جاڑوں کی ٹھنڈی اور بڑی راتیں تمہاری محبت کے دامن میں گزار دوں۔

اگر تم مروقت دعلی ہو تو یہ تمہاری سیرت کی خامی ہے میں خبروں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک ملکہ کے لئے کمالی حیثی ضروری ہے اس کے بعد وہ اسے پھر مطمئن کر دیتا ہے "میں یہ پڑھ کر اپنی ہنسی نہ روک سکا کہ تم نے دوسرا خط وندکر لیا ہے تاکہ تم اس کے ساتھ رہ سکو میری سادگی دیکھو میں اب تک یہ سمجھتا تھا کہ عورت مرد کے لئے بنائی گئی ہے اور مرد ملک خانہ اور شہرت کے لئے میری اس نادانی کو معاف کرو سچ ہے کہ مردوں نے عورتوں سے کچھ دیکھا سیکھا ہے۔

... پھر لکھتا ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی جنسیت کو کوئی تحریر بھیجی ہے۔ ایسا کوئی واقعہ ہوتا تو یقین ہو تو کہ صرف ایک ایسی عورت جو نوشگفتہ پھولوں کی طرح لطیف اور جمیل ہو مجھے اپنی طرف مائل کر سکتی کیا وہ عورت جس کے متعلق تم نے لکھا ہے ایسی ہی پاکیزہ اور دلکش ہے۔

دیکھئے محبت کی فریب کاریاں انسان کو کس درجہ الجھا سکتی ہیں۔ یہ طفل انقلاب بھی اس سے بچ نہ سکا کبھی کبھی اس کے دل میں ایک ایسی لطیف کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بھی ایسی ایک عبارت کا نمونہ پیش کرتا ہے جیسے دنیا میں کبھی انقلاب ہوا ہی نہیں۔ بہر حال چند ہفتوں کے بعد وہ پھر ایک جنگ جویانہ کی زندگی کی طرف چلا آتا ہے اور پولستانی عہد نامہ اس کی خیر باد صرف دو لفظوں پر ختم ہو جاتی ہے۔

(خوش کام باد)

جامعہ عثمانیہ کے بعض امور کی تحقیقات

(کمیونکے)

بارگاہ خسروی سے شرف صدور پائے ہوئے ان احکام کی بنا پر کہ جامعہ عثمانیہ کے بعض امور کی نسبت تحقیقات کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی جائے عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت نے ایک کمیٹی مقرر فرمائی ہے جس کے حسب ذیل اراکین ہیں:۔

۱۔ مسٹر رنگا صاحب رکن عدالت عالیہ (صدر کمیٹی)

۲۔ سید محمد اعظم صاحب ناظم تعلیمات سرکار عالی

اور جس کے معتمد محمد فضل الرحمن صاحب ناظم نشر و اشاعت سرکار عالی مقرر کئے گئے ہیں۔ کمیٹی کے فرائض اور دائرہ تحقیقات کو معین حسب ذیل الفاظ میں فرمایا گیا ہے:۔

"حالیہ واقعات کی روشنی میں جو حالات رونما ہوئے اور جامعہ میں پیش آئے کمیٹی بعد تحقیقات مناسب رپورٹ اور تجاویز پیش کرے تاکہ ایسے واقعات کے آئندہ رونما ہونے کا امکان نہ رہے اور ڈسپلن نیز عام طور سے جامعہ میں خاطر خواہ تعلیمی اور اخلاقی فضا قائم ہو جس کے علاوہ اگر بعض تعیینات کوئی شکایات دریافت ہوں جو محولہ بالا امور سے متعلق ہوں تو ان کا ازالہ بھی ہو سکے۔"

کمیٹی کو منجانب سرکار بغرض شہادت کسی شخص یا دستاویز کو طلب کرنے کا عدالتی اختیار عطا کیا گیا ہے۔

احکام نگرانی حمل و نقل اشیاء

مشتہرہ بابت ۱۳۵۳ ف

بہ نفاذ اختیارات کے جو بموجب قاعدہ ۲ قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابت ۱۳۴۹ف حاصل ہیں باب حکومت کو حاصل ہیں ایک حکم نگرانی حمل و نقل اشیاء مشتہرہ بابت ۱۳۵۳ف نافذ کیا جاتا ہے جس کا اطلاق تاریخ اشاعت جریدہ سے کل ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہوگا۔ اس حکم کی رو سے۔

(۱) کوئی شخص باستثنائے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ مجاز نہ ہوگا کہ کسی مشتہرہ شئے کو درآمد یا برآمد کی اجازت دے۔

مشتہرہ شئے سے مراد ہیں۔ دھان۔ چاول بشمول کوٹا، گیہوں بشمول آٹا و میدہ، سوجی اور جو بشمول آٹا۔ باجری بشمول آٹا و جوفت کمی بشمول آٹا جو سا وال دال کی چنا اور دیگر یا ریک دالنے والے اجناس چنا تور مسور۔ مونگ اڑد و لاکٹ بشمول ان کے دال۔ آٹا۔ جیو و جو غیرہ ان سب اشیاء میں ان کے مشتقات اور اجزاء بھی شامل ہیں۔

(۲) کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ کسی مشتہرہ شئے کو بلدہ و بلدہ حیدرآباد سے بلا اجازت صدر ناظم رسد یا اضلاع کے کسی مقام سے متعلقہ یا ایسے عہدہ دار کی اجازت کے بغیر جس کو صدر ناظم بہادر باب حکومت اس خصوص میں مجاز کریں برآمد کرے۔

یہاں مشتہرہ شئے سے مراد ہیں۔ لوبیا۔ بٹ۔ بنا کھلی۔ تیل۔ کرڑ و مونگ پھلی اور اس کے بیج بشمول ان کے تیل یا ان کے کسی آمیزہ کے دانی گھی یا اس کا آمیزہ جو گھی کی طرح استعمال ہوتا ہو۔ بنولہ کپاس جس میں بنولہ موجود ہو۔ مرچ (سبز و سرخ) اور املی۔ ان سب اشیاء میں ان کے مشتقات اور اجزاء بھی شامل ہیں۔

۳۔ صدر ناظم رسد کو اختیار ہوگا کہ ضرورت کے لحاظ سے بذریعہ حکم تحریری کسی مشتہرہ شئے مندرجہ بالا جو کی حمل و نقل پر اندرون ملک ایسی پابندی مناسب مدت تک عائد کرے یا ایسا کرنے کے لئے دیگر عہدہ دار کو مجاز کرے۔

۴۔ صدر ناظم کو اختیار ہوگا کہ بمنظوری صدر اعظم بہادر باب حکومت کسی مشتہرہ شئے مذکورہ بالا کو حکم ہذا کے اثر سے بذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ خارج کرے۔

۵۔ اگر کوئی شخص حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال ہو سکے گی یا جرمانہ کیا جاسکے گا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی بجز خاص صورتوں کے عدالت سماعت کنندہ پر لازم ہوگا کہ ایسی اشیاء کو جن کے متعلق اس کو اطمینان ہو سکے کہ حکم ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہے بحق سرکار ضبط کرنے جانے کی تجویز کرے۔

۶۔ حکم ہذا کے نفاذ کی تاریخ سے مندرجہ ذیل احکام منسوخ متصور ہوں گے۔

(۱) حکم محکمہ مالگزاری نرخ اشیاء نشان ۱۹ مورخہ ۳ امرداد ۱۳۵۲ف (۲) حکم محکمہ متعدی رسد نشان ۵۵ مورخہ ۱۲ آبان ۱۳۵۳ف (۳) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نرخ اشیاء نشان ۴ مورخہ ۲ ۔ ۱۳۵۳ف (۴) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی نرخ اشیاء نشان ۵ مورخہ ۲۶ بہمن ۱۳۵۳ف (۵) حکم محکمہ رسد نشان ۱۲ مورخہ ۲۹ دے ۱۳۵۳ف (۶) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی نرخ اشیاء نشان ۔ مورخہ ۴ اسفندار ۱۳۵۳ف (۷) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی نرخ اشیاء نشان ۴ مورخہ ۱۴ بہمن ۱۳۵۳ف۔ (معلومات عامہ)

جے پور کا ہندی ساہتیہ سمیلن کھٹائی میں پڑ گیا

بقیہ سلسلہ صفحہ (۶)

گا گلا کاٹ لیں یہ کوئی زندہ شخص نہیں سہار سکتا۔ اس کا علاج یہی ہے کہ پروفیسر اندر ودیا واچسپتی منتخب ہوں۔ دوسری لائن یہ۔ جتنا اپنا نام واپس لے لیں یہ اندر جی کی عزت کا سوال نہیں بلکہ سمیلن کی عزت و زندگی کا سوال ہے۔ جے پور والے بھی اپنی تجویز کو بدل کر ایک خوف ناک ٹکراؤ سے بچا سکتے ہیں ورنہ یہیں مرن برت کھولوں گا۔

دستخط ۱۴ نومبر کنھیا لال سہارن پوری۔ یہ ہے ہندی ساہتیہ سمیلن کا اندرونی حال جس نے افتتاح کی رسم سر مرزا بے پور میں ادا کرنے والے تھے لیکن اصل ہندو یا سے آج بھی ہندو قوم کو دھوکے میں رکھا جا رہا ہے جو برسوں سے ہندی جاتا کی سیوا کریں غریب کاشی پرساد کے ہنس اور نام ورکی ہیں پروفیسر اندر اور ان کے چند ساچار پتر اخبار پروفیسر اندر کے سہایک مرن برت جب چاہیں رکھ سکتے ہیں لیکن اصل ہندوستانی کی مخالفت کے اب ان ہو وہ مال نہیں چل سکتا۔ اب اردو زبان کی مخالفت مسلمانوں کے کوئی بھی اور اس کو وہ بھی بتا بتا کر ہم ساہتیہ سمیلن کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔ ان مورکھوں کے جھونپڑوں سے ہزاروں ہندی کے سہایک ناش ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ۔ ۔ ۔ جاتا کی مخالفت کے ۔ ۔ ۔ ہم اردو ہندوستانی کو اپنا کر ۔ ۔ ۔ کے بچاری مرن جاتیں دیش اور جاتی کی بجائے زبان کی ۔ ۔ ۔

(ہماری زبان)

اشتہار حاضری مدعی علیہ بغرض قرارداد امور تنقیح طلب بجریدہ محکمہ عدالت دیوانی ضلع ورنگل

نمبر مقدمہ ۔ ۔ ۔ باجلاس مولوی میر احمد علی خان ایم اے ایل ایل بی

بیگ ایل ایل بی لندن ایل ایل ایم لندن بیرسٹر ناظم ضلع

ننگ گزشتہ دو سیاہ مدعی بنام عبد الکریم وغیرہ مدعی علیہ

دعوے بہ استقرار حق ملکیت برآمد ۔ ۔ ۔

بنام۔ مرزا محمد علی بیگ ولد مرزا حسین علی بیگ قوم مسلمان ۔ ۔ ۔ پیشہ وظیفہ یاب ناظم جنگلات سرکار عالی ساکن ۔ ۔ ۔ چونکہ مدعی نے تمہارے نام ایک دعوے بابت استقرار حق کا دائر کیا ہے جس کی جوابدہی کے لئے تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے جن کی تعمیل نہیں ہوئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ تم عمداً تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو اور تعمیل سمن سے بچنے کے لئے روپوش یا فرار ہو گئے ہو لہٰذا اب حسب استدعا مدعی تمہاری حاضری کے لئے اشتہار اخبار میں شائع کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو بتاریخ ۔ ۔ ۔ اسفندار ۱۳۵۳ف یوم چہارشنبہ بوقت ۱۱ بجے دن اصالتاً یا وکالتاً عدالت ہذا میں حاضر ہو کر جوابدہی کرو۔ نیز تم کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات کو جن پر تم تائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ بصورت غیر حاضری یکطرفہ کارروائی ہوگی اور پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۔ ۔ ۔ ۱۳۵۳ف بدستخط میرے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

نظامیہ ہوٹل و رسٹورنٹ

قائم شدہ ۱۹۱۲ء

نامپلی اسٹیشن سے ۱۰ منٹ کی مسافت پر

متصل انگریزی و سلاطی ڈاک خانہ تار گھر نئی عمارت کشادہ کمرے فلش سسٹم سے آراستہ

بجلی کی روشنی و پنکھے کا مکمل انتظام خدمت گذار عمدہ اعلیٰ قیام و طعام کا بندوبست

نرخ بالکل واجبی

منیجنگ پروپرائٹر ایس اے علی

پتہ ۔ ۔ ۔ موسی جنکشن بلڈنگ ۔ ۔ ۔ پوسٹ قمر حیدرآباد دکن

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہوکر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر مملکت سائنجہ توپ سے شائع ہوا۔